بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہیرا پھیری نہیں چلے گی

مبشر کی آپ بیتی

قادیانی سے مسلمان ہوا کس طرح

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں **غلام رسول قاسمی** قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0301-6002250 -- 0303-4367413

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ہیرا پھیری نہیں چلے گی

ایک فرضی کہانی (مبشر کی آپ بیتی)

مبشر نامی ایک نوجوان کہتا ہے کہ میں ایک روایتی احمدی تھا۔ احمدیوں کے گھر پیدا ہوا لٰہذا مجھے اتنا ہی پتہ تھا کہ ہم احمدی ہیں۔ میں تھوڑا بڑا ہوا تو سکول کے لڑکے مجھے قادیانی کہتے تھے اور مجھ سے دور دور رہتے تھے۔ ایک دن میں نے اپنی امی کو بتایا کہ لڑکے مجھے قادیانی کہتے ہیں۔ امی یہ قادیانی کون ہوتے ہیں؟ امی نے مجھے سمجھایا کہ بیٹا ہم لوگ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ ہم انہیں اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ لوگ ہمیں قادیانی کہتے ہیں۔

وقت گزرتا گیا اور ہائی سکول تک میرے خلاف کوئی خاص محاذ آرائی نہیں ہوئی۔ جب میں کالج گیا تو وہاں کے لڑکوں کی عادت مختلف تھی۔ کسی کا تعلق کسی مذہبی تنظیم سے تھا اور کسی کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے تھا۔ کسی کو اپنے کام سے کام تھا اور کوئی مذہبی بحث مباحثے میں حصہ لیتا تھا۔ کالج کے بعض لڑکوں میں مروت اور رواداری بھی پائی جاتی تھی۔ تقریباً یہی صورتِ حال اساتذہ کی بھی تھی۔ مگر اساتذہ نسبتاً محتاط اور سنجیدہ تھے۔

میں ایسی صورتِ حال میں اکثر سہما سہما اور الگ تھلگ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ گرمیوں کی چھٹیوں میں لڑکوں نے پکنک کا پروگرام بنایا۔ کالج کی روایات کے مطابق نہ کوئی مجھے اس پروگرام سے خارج کر سکتا تھا اور نہ ہی میں خود اس سے نکل سکتا تھا۔ میں نے بھی اپنے حصے کی رقم جمع کرا دی۔ ایبٹ آباد کے ایک تفریحی مقام ٹھنڈیانی پر جانے کا پروگرام طے ہوا۔

35 طلباء کا قافلہ ایبٹ آباد کے لیے رخصت ہوا۔ راستے میں بعض نمازی لڑکے ہر نماز کے لیے کوچ رکواتے اور نماز پڑھتے تھے۔ بعض لڑکے نماز نہیں پڑھتے تھے مگر انہیں نماز کے لیے کوچ روکنے پر اعتراض بھی نہیں تھا۔

میں پہلی نماز سب لڑکوں کے ساتھ باجماعت پڑھنے لگا تو ایک لڑکے ناصر نے مجھے پکڑ

لیااور کہا کہ تم قادیانی ہو۔تم اپنی نماز الگ پڑھو۔ میں نے اپنی نماز الگ پڑھی۔ ناصر ایک نہایت بااخلاق لڑکا تھا، اس کا تعلق ATI سے تھا، مگر اس کی یہ حرکت مجھے بہت بری محسوس ہوئی۔

نماز پڑھنے کے بعد جب سب لڑکے گاڑی میں بیٹھے تو ناصر اپنی سیٹ بدل کر میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے کہا مبشر! تمہیں میری بات بری لگی ہوگی؟ میں نے مروت سے کام لیتے ہوئے کہا: نہیں، یہ تو آپ لوگوں کو حق حاصل ہے کہ کسی کو اپنے ساتھ ملنے دیں یا نہ ملنے دیں۔

ناصر نے کہا: ہم تو چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اسلام کے دروازے ہر کسی کے لیے کھلے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ میں نے کہا میں مسلمان ہی تو ہوں۔ ناصر نے کہا یہ غلط فہمی ہے جو تمہارے ماں باپ نے یا تمہارے مذہبی لیڈروں نے تمہارے دل میں ڈالی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی دوسرے نبی کو ماننے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ناصر نے قرآن کی آیت سنائی جس کا ترجمہ اس نے یہ بتایا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ میں نے صرف ناظرہ قرآن شریف پڑھا ہوا تھا۔ میں اس آیت سے واقف نہیں تھا۔ آیت سن کر میں چونک گیا۔ لمحے بھر میں میرا بچپن، پرائمری سکول، پھر ہائی سکول اور کالج لائف میرے دماغ میں گردش کر گئی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ ہم قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔

میں نے ناصر سے کہا کہ یہ آیت مجھے دکھاؤ۔ اگلی نماز پر اس نے مسجد سے مترجم قرآن شریف لے کر جلدی سے مجھے وہ آیت دکھا دی۔ وہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ تھی۔ اس کے نیچے ترجمہ وہی لکھا ہوا تھا جو ناصر نے مجھے زبانی سنایا تھا۔ میں مزید پریشان ہو گیا۔

میں نے کہا میں اس پر تحقیق کروں گا۔ ناصر نے کہا بڑے شوق سے تحقیق کرو مگر صرف قادیانیوں کے پاس جا کر ہی تحقیق نہ کرنا۔ مسلمان علماء کے پاس بھی جانا اور جہاں میری ضرورت ہو مجھے بتانا۔ ورنہ جانبداری تمہیں آنکھیں نہیں کھولنے دے گی۔ ناصر کی بات مجھے معقول لگی۔ میں نے کہا اللہ خیر کرے۔

پکنک سے واپسی پر ناصر میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنے لگا اور میں بھی اس کے ساتھ کافی فری ہو گیا۔ ایک دن ناصر مجھے اپنے کسی عالم کے پاس لے گیا۔ اس عالم نے مجھے ختمِ نبوت کے موضوع پر اچھے خاصے دلائل فراہم کیے۔ وہ دلائل مختصراً مندرجہ ذیل تھے۔

(۱)۔ کسی نبی کے آنے کا ایک مقصد تو یہ ہو سکتا ہے کہ پرانی شریعت کو منسوخ کرے اور اپنی شریعت رائج کرے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت قیامت تک کیلیے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: فرما دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (اعراف: ۱۵۸)۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: ہم نے تمہیں سارے جہانوں کیلیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء: ۱۰۷)۔ لہٰذا یہ شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی اور اب کسی نبی کو نئی شریعت لے کر آنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)۔ کسی نبی کے آنے کا دوسرا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ پہلی شریعت میں کوئی کمی اور کمزوری رہ گئی ہو تو نیا نبی آ کر اسے دور کرے۔

ہمارا دین ایک مکمل ضابطۂ حیات اور کامل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے دین کا نام اسلام رکھ دیا ہے (المائدہ: ۳)۔ اب بتاؤ کوئی نیا نبی یہاں آ کر کیا کرے گا؟

(۳)۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے مجھے وہ آیت بھی سنائی جسے میں ناصر سے سن چکا تھا اور قرآن مجید میں دیکھ چکا تھا۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں (احزاب: ۴۰)۔

انہوں نے بتایا کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے الفاظ موجود ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے خود اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری: ۳۶۰۹، مسلم: ۷۳۴۲، ترمذی: ۲۲۱۹)۔

(۴)۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجھے درجنوں احادیث سنائیں۔ جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

{حدیث نمبر 1}۔ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی وَسَیَکُونُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُونَ قَالُوا فَمَا ذَا تَأْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: فُوا بَیْعَۃَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوا حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَآئِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ یعنی بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کے ذمے تھا۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آ جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا: پہلے کی بیعت نبھاؤ بس پہلے کی بیعت نبھاؤ۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ ان سے انکی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا (مسلم: ۴۷۷۳، بخاری: ۳۴۵۵، ابن ماجۃ: ۲۸۷۱)۔

{حدیث نمبر 2}۔ اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتاً فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوضِعُ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَتَعَجَّبُونَ لَہٗ وَیَقُولُونَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ یعنی میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل محل بنایا ہومگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آ کر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے۔ بس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری: ۳۵۳۵، مسلم: ۵۹۶۱)۔

{حدیث نمبر 3}۔ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میری اُمت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی: ۲۲۱۹، بخاری: ۳۶۰۹، مسلم: ۷۳۴۲)۔

{حدیث نمبر 4}۔اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ یعنی بلا شبہ رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی (ترمذی:۲۲۷۲،مسند احمد:۱۳۷۵۸)۔

{حدیث نمبر 5}۔بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ یعنی میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں)(مسلم:۷۴۰۴،بخاری:۶۵۰۴)۔

{حدیث نمبر 6}۔اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَیْسَ بَعْدَہٗ اَحَدٌ یعنی میں عاقب ہوں،اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو،ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو(مسلم:۶۱۰۵،بخاری:۳۵۳۲)۔

{حدیث نمبر 7}۔اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلاَّ اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی اے علی! کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا(مسلم:۶۲۱۸،بخاری:۴۴۱۶)۔

{حدیث نمبر 8}۔لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا(ترمذی حدیث:۳۶۸۶،مستدرک حاکم حدیث:۴۵۵۱)۔

میں یہ ساری گفتگو سننے کے بعد اپنے گھر گیا۔میرے والد صاحب نے میرے چہرے کی پریشانی دیکھ کر کہا ’’خیر تو ہے آج کچھ پریشان لگ رہے ہو‘‘ میں نے کہا ابو میرے ساتھ ایسے ایسے واقعہ پیش آیا ہے۔ناصر اور مولوی صاحب کی گفتگو نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ ابو نے کہا دفع کرو۔یہ مولوی لوگ محض جھگڑالو ہوتے ہیں۔ان کا اخلاق احمدیوں کے اخلاق کا نصف بھی نہیں ہوسکتا۔میں نے کہا ابو انہوں نے میرے ساتھ کوئی بداخلاقی نہیں کی،نہ ہی کوئی جھگڑا کیا ہے۔ویسے یہ بات اخلاق یا بداخلاقی کی ہے بھی نہیں۔بات تو دلائل کی ہے۔میں جو آیتیں اور حدیثیں سن کر آ رہا ہوں آخر ہمارے پاس ان کا کیا جواب ہے؟

ابو نے کہا مجھے لگتا ہے تم گمراہی کی طرف جا رہے ہو۔میں نے کہا اگر یہ گمراہی ہے تو

مجھے ضرور اس سے بچائیے۔ مولوی صاحب کے سوالوں کے صحیح جواب مل جائیں تو میں یقیناً اس گمراہی سے بچ جاؤں گا۔

میرے ابو کے پاس بھی اس موضوع پر کوئی خاص معلومات نہیں تھیں۔ ابو نے مجھے احمدیت کے چند رسائل فراہم کر دیے۔ جن کے نام یہ تھے۔

(۱) احمدی اور غیر احمدی میں فرق (۲) آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک (۳) وصال ابنِ مریم۔

لیکن یہ بات مجھے فوری طور پر کھٹک رہی تھی کہ یہ کتابیں حضرت مرزا صاحب کی اپنی لکھی ہوئی نہیں تھیں۔ پھر بھی میں نے ان رسائل کا غور سے مطالعہ کیا مگر مولوی صاحب کے سیدھے سیدھے سوالوں کے جواب ان میں نہیں تھے۔ میں نے یہ بات ابو کو بھی بتائی۔ ابو مجھے احمدیہ بیت الحمد میں ایک مربی صاحب کے پاس لے گئے۔

مربی صاحب ہمیں کھڑے ہو کر ملے اور خیریت پوچھنے کے بعد چائے کا آرڈر دے دیا۔ ابو نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اسے کچھ سمجھائیں، میں اس کے بارے میں کافی متفکر ہوں۔ مربی صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے بیٹا؟

میں نے کہا فلاں مولوی صاحب نے مجھے قرآن شریف سے یہ آیات دکھائی ہیں۔ یہ یہ حدیثیں بھی دکھائی ہیں۔ جن سے بظاہر تو حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ میرا ذہن بالکل خالی ہے۔ آپ مجھے ان باتوں کے جواب سمجھا دیں میں بڑے آرام سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

مربی صاحب نے کہا جماعت احمدیہ پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں ہمارے مراکز قائم ہیں۔ ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ہمارا کام نہایت منظم طریقے سے جاری ہے۔ انفرادی طور پر ہمارے مبلغین زبردست کام کر رہے ہیں۔ اور لوگ دھڑا دھڑ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

میں نے کہا یہ بڑی اچھی باتیں ہیں مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ (غیر متعلقہ گفتگو سن کر میں تھوڑا سا بور ہوا)۔ میں نے کہا یہ سارے کام دنیا کے تمام مذاہب کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ

میرے کالج میں کئی مذہبی تنظیمیں بھی اپنے اپنے طرز پر کام کر رہی ہیں۔ اور غیر احمدی علماء ٹی وی اور میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ مکہ اور مدینہ دونوں غیر احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔ دنیا بھر میں غیر احمدیوں کی بے شمار حکومتیں قائم ہیں۔ جب کہ ہماری اذان اور لٹریچر پر بھی پابندی ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود پوری دنیا میں ہماری ایک آزاد سلطنت بھی قائم نہیں ہو سکی۔

مربی صاحب میری بات کو کاٹتے ہوئے میرے ابو سے مخاطب ہو کر بولے آپ کا بچہ بری صحبت سے متاثر ہو چکا ہے۔

میں نے کہا آپ میرے سوال کا جواب دے دیں۔ بری صحبت کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ مربی صاحب نے کہا کہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔

جن پر انعام ہوا وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم لوگ صالحین کی راہ پر چل کر صالح بن سکتے ہیں، شہداء کی راہ پر چل کر شہید بن سکتے ہیں۔ صدیقین کی راہ پر چل کر صدیق بن سکتے ہیں تو پھر نبیوں کی راہ پر چل کر نبی کیوں نہیں بن سکتے؟

ہیرا پھیری نہیں چلے گی

میرے اندازِ گفتگو میں کچھ جسارت سی آ گئی۔ میں نے کہا مربی صاحب! میں ایک سیدھا سادا طالبِ علم ہوں۔ میں نے آپ کے سامنے حدیثوں کے صاف الفاظ بیان کیے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ الفاظ غلط ہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی آیت میں یا کسی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ یا آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے؟

صاف الفاظ کا جواب صاف الفاظ سے دیجیے۔ ہیرا پھیری سے نہیں۔ اب ایک طرف صاف الفاظ ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دوسری طرف آپ دو مختلف آیتوں کو جوڑ کر

''چونکہ چنانچہ'' کے ذریعے ایک نتیجہ پیدا کر رہے ہوں تو بتایئے میں کس طرف جاؤں؟

مربی صاحب نے کہا چلیے اگر آپ کے سوال کا جواب میں نہیں دے رہا تو آپ ہی میرے سوال کا جواب دے دیجیے۔

میں نے مربی صاحب سے پوچھا: کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ آئندہ کوئی صالح نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی شہید نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی صدیق نہیں ہوگا؟

میں نے صاف محسوس کیا کہ میرے سیدھے سے سوال سے مربی صاحب اچھے خاصے پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر میں نے اپنا سوال دوہرایا۔ میں نے کہا میری راہنمائی کریں۔ جس طرح حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اسی طرح اگر کسی حدیث میں ہو کہ میرے بعد کوئی صدیق، شہید اور صالح نہیں۔ تو وہ حدیث مجھے دکھایئے۔ میرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اتنے میں چائے آ گئی۔ چائے کے دوران مربی صاحب سے ملنے دو آدمی آ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ دونوں بھی مربی تھے۔ مربی صاحب نے میرا ان سے تعارف کروایا اور میرا یہی سوال ان کے سامنے رکھ دیا۔ ان دونوں نے کہا یہ لڑکا گمراہ ہو رہا ہے۔ اسے دوسرے کالج میں داخل کروا دیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے سوال کا جواب صرف ایک مربی نہیں بلکہ اس پورے مذہب کے پاس ہی نہیں ہے۔

ایک مربی صاحب نے کہا کہ اگر حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے قریب دوبارہ آئیں گے تو اس وقت ختمِ نبوت کا کیا بنے گا؟۔ اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہیں گے اور اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک نبی سے اس کی نبوت چھین لی گئی۔

میں نے نہایت معذرت سے کہا کہ آپ پھر ہیرا پھیری سے کام لے رہے ہیں۔ میں آپ سے ایسی آیت یا حدیث پوچھ رہا ہوں جس میں ہو کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں۔ آپ بھی اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پڑھ دیتے ہیں اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے آتے

ہیں۔ یہ جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ محض کھینچا تانی ہے۔ اس طرح کی اٹکل سے تو بہت کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ میں نے آپ کو حدیث دکھائی ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ وہ حدیث دکھائیں جس میں اسی طرح صاف الفاظ ہوں کہ آپ ﷺ آخری نبی نہیں۔

مربی نمبر ایک نے کہا یہ لڑکا اپنی ضد پر اٹک گیا ہے۔ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں بالکل مخلص ہوں اور میں آپکی ہر بات کو سمجھ بھی رہا ہوں۔ اول تو آپ میرے اصل سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ دوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بات میرے دل کو نہیں لگی۔ اتنا تو مجھ جیسا طالبِ علم بھی سمجھ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نبوت پہلے ہی مل چکی ہے۔ اب انکی دوبارہ تشریف آوری کو ختمِ نبوت کے خلاف کہنا پہلی ہیرا پھیری سے بھی بڑھ کر ہیرا پھیری ہے۔ میں اپنے ضمیر کے خلاف آپکی باتوں کی تصدیق کیسے کروں؟ ابو نے کہا مجھے کسی کام سے جانا ہے۔ ہم انشاء اللہ پھر کبھی حاضر ہوں گے۔ ابو نے ان سے اجازت لی اور ہم گھر واپس آ گئے۔

اگلے روز کالج میں میری ملاقات ناصر سے ہوئی۔ میں نے گزشتہ روز کی ساری روئیداد ناصر کو سنائی۔

ناصر مجھے دوبارہ اسی عالم کے پاس لے گیا۔ میں نے ان سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد والا سوال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایک طالبِ علم ہو کر مربی صاحب کو ان کی باتوں کے جواب صحیح صحیح دیے ہیں۔ لیکن میں آپ کو مرزا قادیانی کے ایسے بیانات آنکھوں سے پڑھا سکتا ہوں جن میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ مسیح کی حیات یا وفات کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور اس کا اسلام کی صداقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا صاحب کے اصل الفاظ ان کی اپنی کتابوں میں اس طرح ہیں:

(۱)۔ اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشین

گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالہِ اوہام صفحہ ۶۲۳)۔

(۲)۔ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اسکے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانے میں اسکا ازالہ کر دیتا (احمدی اور غیر احمد میں فرق صفحہ ۲)۔

(۳)۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظاتِ احمد جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ قدیم صفحہ ۷۲)۔

مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی اصل کتابیں میرے سامنے رکھ دیں۔ یہ حوالے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

میں نے یہ سب حوالہ جات نوٹ کر لیے اور اگلے روز مربی صاحب کے پاس اکیلا ہی جا پہنچا۔ انہیں یہ حوالہ جات دکھانے کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ حوالے درست ہیں؟ مربی صاحب کافی دیر تک خاموش بیٹھے انہیں دیکھتے رہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد بولے تو کہا کہ یہ لوگ ہم سے علمی بحث نہیں کرتے بلکہ حضرت مرزا صاحب کے حوالوں کا سہارا بہت لیتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب ہمارے نبی ہیں اگر یہ لوگ انکی بات ہمارے سامنے رکھیں تو یہ انکا حق ہے۔ ہمیں اس کا جواب دینا چاہیے یا پھر حضرت مرزا صاحب کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ میں نہایت معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ دو ملاقاتوں میں آپکی کوئی بات میرے اندر نہیں اتر سکی۔ اگر

یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے بیانات سے ہمیں مطمئن نہ کریں تو آخر کس کا حوالہ ہمارے لیے قابلِ اطمینان ہوگا؟ لیکن مربی صاحب کے پاس میری ان باتوں کا جواب نہیں تھا۔ مربی صاحب کا ضمیر مجھے مشکوک لگنے لگا۔ اور اس دن پہلی مرتبہ میرا دل باقاعدہ طور پر احمدیت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو گیا۔ کوفت کھا کر مربی صاحب سے اجازت چاہی اور گھر چلا گیا۔

اگلے روز میں ناصر کو ساتھ لیکر اسی عالم کے پاس گیا۔ میں نے ان سے حیاتِ مسیح کا ثبوت مانگا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اس آیت سے ثابت ہے۔

یقینا یہودیوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا (النساء: ۱۵۷۔۱۵۸)۔ انہوں نے اس موضوع پر تقریباً ایک سو احادیث بھی دکھائیں جن میں سے چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ عِیْسیٰ لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں (ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۳۵۵، درِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶، ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۰۵)۔

(۲)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کے لیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں

داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۴۶۱، تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸)۔ مفہوماً یہی بات ابن جریر میں اختصار کے ساتھ موجود ہے (ابن جریر جلد ۴ جزء ۶ صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

(۳)۔ ''اللہ کی قسم تم میں عیسیٰ ابنِ مریم ضرور نازل ہوگا۔ حکومت کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائے گی) جنگ بند کرے گا (یعنی امنِ عامہ کی وجہ سے جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی)، دولت اس قدر بہائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ ایک سجدہ کرنا دُنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے''۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا کہ تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا (بخاری: ۳۴۴۸، مسلم: ۳۸۹، ترمذی: ۲۲۳۳)۔

(۴)۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔ اس نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔ اسکے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ وہ دجّال کو لُد کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دے گا (مسلم: ۷۳۷۳، ابوداؤد: ۴۳۲۱، ترمذی: ۲۲۴۰)۔

(۵)۔ يَنۡزِلُ اَخِيۡ اِبۡنُ مَرۡيَمَ مِنَ السَّمَآءِ یعنی میرا بھائی ابنِ مریم آسمان سے نازل ہو گا (مجمع الزوائد حدیث: ۱۲۵۴۳)۔

یہ چند حدیثیں ہیں جبکہ مولوی صاحب نے مجھے اس موضوع پر ایک سو کے لگ بھگ احادیث دکھا دیں۔ جن کا مفہوم تقریباً ایک ہی تھا۔

اس دفعہ میں نے ناصر کو بھی اپنے ساتھ ہی لیا اور ہم دونوں مربی صاحب کے پاس پہنچ

گئے۔ میں نے یہ سارے دلائل مربی صاحب کو دکھائے اور انکا جواب طلب کیا۔ مربی صاحب نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کا بلند ہونا ہے۔ میں نے کہا یہ کس نے کہا ہے کہ اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کی بلندی ہے؟ وہ آیت دکھایئے یا وہ حدیث دکھایئے۔ ناصر بھی میرے ساتھ ہو کر اسی بات پر ڈٹ گیا کہ مسلمانوں کے پاس صاف الفاظ موجود ہیں کہ ''اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا'' اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ عیسیٰ نہیں مرے۔ آپ بھی اسی طرح کے واضح الفاظ دکھائیں کہ عیسیٰ کو موت آ گئی ہے یا عیسیٰ نہیں اٹھائے گئے یا عیسیٰ نہیں آئیں گے۔

صاف لفظوں کا مقابلہ صاف لفظوں سے کیجیے چالاکی سے مت کیجیے اور اگر آپ چالاکی دکھائیں گے تو ہم اسے قبول کیسے کر سکتے ہیں۔ پھر غضب یہ ہے کہ اس چالاکی کی بنا پر آپ کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں کر رہے بلکہ اس پر ایک شخص کی نبوت کھڑی کر رہے ہیں۔

ختمِ نبوت اور حیاتِ مسیح کے موضوع پر قرآن وسنت سے جتنے دلائل ہم نے آپ کو دکھائے ہیں یہ دلائل اگر قیامت کے دن مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں رکھ کر اپنی بے گناہی کا عذر پیش کیا تو یقیناً یہ عذر قبول ہو جائے گا۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے مسلمان اگر کسی نئے نبی کو تسلیم نہ کریں تو آخر اس میں ان کا قصور ہی کیا ہے؟

مربی صاحب نے کہا آپ خواہ مخواہ بحث کرنے آئے ہیں۔ پہلے تم اکیلے آتے تھے آج تم اپنے ساتھی کو بھی لائے ہو۔ میں نے کہا مربی صاحب اللہ کی قسم میں خواہ مخواہ بحث کرنے نہیں آیا بلکہ حق کی تلاش میں آیا ہوں۔

چلیے آپ مجھے قرآن یا حدیث میں یہ لفظ دکھا دیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد ان کے روحانی درجات کی بلندی ہے؟ میں ادھر ہی بحث ختم کر دوں گا اور اپنے اس دوست کو چھوڑ دوں گا۔

مربی صاحب خاموش تھے۔ ناصر نے اپنی جیب سے کاغذ نکالا جس پر مرزا صاحب کی

گالیوں کی فہرست تھی۔ یہ فہرست ناصر نے اپنے مولوی صاحب کی لائبریری سے حاصل کی تھی۔
اس فہرست میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے مختلف لوگوں کو مندرجہ ذیل گالیاں عطا فرمائی تھیں۔

(۱)۔ اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم صفحہ ۲۱)۔

(۲)۔ خبیث، خبیث گھوڑا، لئیم، بدکارہ کا بچہ، فاسق لعین، شیطان، پاگلوں کا نطفہ، مزوّر، منحوس، اذیتی خبثا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۔۱۵)۔

(۳)۔ تارکِ حیاء، دروغ گو، بے شرم، چور، اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی، کذاب، سرقہ کا الزم دینا اور صرف نحوی غلطی نکالنا گوہ کھانا ہے (نزولِ مسیح صفحہ ۶۵۔۷۲)۔

(۴)۔ ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا یعنی کنجریوں کی اولاد (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۴۷)۔

(۵)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۵۳)۔

(۶)۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے حرام زادہ بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)۔

(۷)۔ اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۴ تک مرزا صاحب نے کسی بے چارے پر پوری ایک ہزار لعنت بھیجی ہے۔(۱) لعنت، (۲) لعنت، (۳) لعنت ....غرضیکہ نمبر لگا کر پانچ صفحات پر ایک ہزار لعنت پوری کی ہے۔

ناصر نے یہ فہرست مربی صاحب کے سامنے رکھ دی اور پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ یہ گالیاں مرزا صاحب نے دی ہیں اور یہ سب کی سب مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں؟ مربی صاحب نے کہا یہ تمام گالیاں وقت کی ضرورت تھیں۔ اس وقت کے مولویوں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب نے جوابی کارروائی کی تھی۔

ناصر نے لاحول پڑھی اور کہا: انبیاء علیہم السلام وقت کی ضرورت کے تحت مختلف

معجزات دکھاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کے مقابلے پر یدِ بیضا اور عصا مبارک جیسے معجزات دکھانا وقت کی ضرورت تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبیبوں کے مقابلے پر بیماروں کو شفا دینا وقت کی ضرورت تھی، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فصیح و بلیغ شاعروں کے مقابلے پر قرآن جیسے معجزے کی ضرورت تھی۔ یہ گالیاں دینا کون سا معجزہ ہے اور کون سے وقت کی ضرورت ہے؟

اور اگر مخالفین گالیاں دیں تو گالی کا جواب گالی سے دینا کہاں کی نبوت ہے؟ بلکہ یہ تو ایک عام شریف آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا کہ گالی کے جواب میں گالی دے۔ شریف لوگ گالی کا جواب دعا سے دیا کرتے ہیں نہ کہ گالیوں سے۔

پھر یہ بھی بتایئے کہ کون سے علماء نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں اور کون کون سی گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب کی یہ مغلظ گالیاں تو ڈکشنری میں بھی نہیں ملتیں۔ یہ تو کوئی خاص وحی معلوم ہوتی ہے جو شیطان اپنے دوستوں کی طرف کرتا ہے۔

ناصر مسلسل بولے جا رہا تھا۔ مربی صاحب نے ناصر کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ قرآن میں بھی گالیاں موجود ہیں۔ قرآن پر اتنا بڑا الزام سن کر میں حیرت میں ڈوب گیا۔ مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں نے کس طرح اٹھ کر مربی صاحب کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ ناصر نے زبردستی کھینچ کر مجھے کرسی پر بٹھایا۔ مربی صاحب کا چھوٹا سا بیٹا اِدھر اُدھر کھیلتا پھر رہا تھا۔ اس نے زور زور سے امی امی کہنا شروع کر دیا اور بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد مربی صاحب کا جوان بیٹا وہاں پہنچ گیا۔ اتنے میں ناصر نے معاملہ رفع دفع کرا دیا تھا۔ اور ناصر گفتگو میں مصروف تھا۔ ناصر نے کہا: مربی صاحب قرآن میں گالیاں موجود نہیں ہیں۔ مربی نے کہا قرآن میں ہے لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡن یہ گالی نہیں تو کیا ہے؟ ناصر نے کہا یہ گالی نہیں بلکہ ایک اصول اور قاعدہ ہے اور اس میں کسی کا شخصی طور پر نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ کوئی ماں بہن کی گالی بھی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا صاحب کی گالیاں آپ دوبارہ دیکھ لیجیے۔ مرزا صاحب کی گالیوں نے تو

ان کی ہر کتاب کو بدبودار کر رکھا ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ سے کسی نے کہا کہ ابوجہل پر لعنت بھیجیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں لعنتیں بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا(مسلم:۶۶۱۳)۔

مربی نے کہا کہ قرآن نے ولید بن مغیرہ کو حرام زادہ کہا ہے۔ناصر نے کہا کہ قرآن نے گالی نہیں دی بلکہ بالکل سچ سے پردہ اٹھایا ہے۔جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ تلوار لے کر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔اس نے کہا قرآن میں میرے نو عیب نازل ہوئے ہیں،آٹھ عیب بالکل درست ہیں۔نویں بات کہ میں حلالی ہوں یا حرامی،یہ تم ہی بتا سکتی ہو۔سچ بتاؤ ورنہ گردن اڑادوں گا۔اس کی ماں نے کہا تمہارا باپ نامرد تھا۔اور تم فلاں چرواہے کے بیٹے ہو۔مربی صاحب اب بتایئے۔قرآن نے گالی دی یا سچ بتایا؟مربی صاحب ایک مبلغ ہونے کے باوجود دنگ رہ گئے اور خاموشی سے ناصر کا منہ دیکھنے لگے۔

میں وہیں بیٹھے بیٹھے قادیانیت سے مکمل تائب ہو چکا تھا۔میں نے کہا مربی صاحب ختمِ نبوت کے موضوع پر مسلمانوں کے پاس جتنے دلائل موجود ہیں آپ کے پاس اِن کے مقابلے پر محض ہیرا پھیری ہے،صحیح جواب نہیں ہے۔

حیاتِ مسیح کے موضوع پر بھی مسلمانوں کے پاس جتنے مضبوط دلائل ہیں اِن کے مقابلے پر آپ کے پاس محض چکر بازیاں ہیں،صحیح جواب نہیں۔اس کے بعد مرزا صاحب کی بد اخلاقی اور ان کی گالیوں کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

میں ناصر کے ساتھ اسی عالمِ دین کے پاس گیا اور قادیانیت سے توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔الحمدللہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆......☆......☆